ماہِ محرم

اور عامۃ المسلمین کا کردار

شیخ الحدیث حضرت مولانا
عبدالرشید صاحب راشد ہزاروی
ساہیوال

ایام شہور کے انقلاب سے اس دنیا میں آج تک کیا کچھ منظر عام پر آیا اور ہزاروں عبرتیں باقی چھوڑ کر وقت گزر گیا۔ یہ ایک لمبی داستان ہے جس کے معلوم کرنے کیلئے کتب تاریخ کی ورق گردانی کرنی پڑتی ہے۔ اسلامی تاریخ ہجری سن کا پہلا مہینہ ماہ محرم ہے اس میں خدا اور رسول اللہ ﷺ نے ہم کو کیا حکیم دیا اس کو بہت کم لوگ جانتے ہیں اور جو جانتے ہیں وہ بہت کم اس پر عمل کرتے ہیں یا کسی کو اس سے باخبر رکھتے ہیں۔ درج ذیل مضمون میں اس کی مختصر ہی کیفیت عرض کرتا ہوں۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

ماہ محرم کے روزے:

اسلام کے اولین دور میں ماہ محرم کے روزے عموماً اور دسویں محرم کا روزہ خصوصاً رکھا جاتا تھا۔ امام مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے درج ذیل روایت نقل فرمائی:

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم و افضل الصلوة بعد الفريضة صلوة الليل (رواه مسلم)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ماہ رمضان کے بعد اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ماہ محرم کے روزے افضل ہیں اور فرض نماز کے بعد رات کو نفل پڑھنا افضل ہیں۔ درج بالا حدیث میں ماہ محرم کے روزوں پر ترغیب دلائی گئی اور اس ماہ کو شہر اللہ (اللہ کا مہینہ) کہہ کر اس کی عظمت کو بیان کیا گیا۔

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد جز ثالث ۱۹۰ میں حضرت ابن عباسؓ سے بحوالہ طبرانی صغیر دو حدیثیں بیان فرمائی ہیں کہ ماہ محرم میں روزہ رکھنے والے کو ہر روزے کے بدلہ تیس دن (مکمل ماہ) کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ اس ماہ کے عام دنوں کے روزے کا ثواب آپ نے پڑھ لیا۔

یوم عاشورہ کا روزہ:

اس ماہ کی دسویں تاریخ (یوم عاشورہ) کے روزہ کا ثواب خصوصیت سے بیان فرمایا۔ امام مسلمؒ نے حضرت ابوقتادہؓ کی تفصیلی حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ایک فرمان بھی بیان کیا۔

"وصيام يوم عاشورا احتسب على الله ان يكفر سنة التى قبله (مرقاۃ ص ۲۷۷۔ ج۔۳)

یعنی عاشوراء کے روزے رکھنے سے مجھے امید ہے کہ سابقہ سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ کتب احادیث میں یہ بات بکثرت ملتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دسویں محرم کے روزے کا خصوصی اہتمام فرمایا حتیٰ کہ یہ اعلان کروا دیا کہ جس نے روزہ رکھا وہ تو مکمل کر ہی لے گا اور جس نے روزہ نہیں رکھا اعلان کے بعد آفتاب غروب ہونے تک احتراماً کھانے پینے سے پرہیز کرے۔

(بخاری ص ۲۶۹ ج۔۳)

بچوں تک کو آپ ﷺ نے اس دن کے روزہ کا احترام کروایا اور بچوں کو بھی عام کھلے بندوں نہ کھانے دیا حتیٰ کہ شیر خوار بچوں کے منہ میں اپنا لعاب ڈالا اور ان کی ماؤں کو فرمایا کہ ان کو شام غروب آفتاب تک دودھ نہ پلاؤ۔ صحیحین (بخاری ومسلم) میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ بتاتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں آنحضرت ﷺ اور قریش دسویں محرم کا روزہ رکھا کرتے۔ بعد از ہجرت مدینہ آ کر بھی آپ ﷺ نے اسی تاریخ کا روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی دیا۔ ماہ رمضان کی فرضیت کے بعد اس دن کے روزہ کو آپ ﷺ نے اختیاری بنا دیا جو چاہے رکھے یا نہ رکھے۔

اب امت مسلمہ رب کائنات سے اگر ثواب کی طلب میں اس ماہ کے دن روزہ سے گزارے گی تو یقیناً ہر دن ایک ماہ کے روزے کا ثواب پائے گی اور اگر دسویں محرم کو آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق روزہ کی پابندی کرے گی تو گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا معافی کا اعزاز پائے گی۔

عن ابن عمرؓ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول فى يوم عاشوراء ان هذا يوم كانت تصومه فى الجاهلية ممن شاء ان يصومه فليصمه ومن شاء ان يتركه يتركه (شرح معانی الآثار ﷺ ۳۳۸ ج۔۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوم عاشورہ کے متعلق یہ کہتے سنا کہ اس دن کا روزہ ایام جاہلیت میں بھی رکھا جاتا تھا اب اگر کوئی چاہے تو روزہ رکھے جو نہ رکھنا چاہے چھوڑ دے۔

یهود و نصاریٰ کی مخالفت:

مکی زندگی میں آپ ابراہیمی مذہب کے مطابق اہل مکہ کے طرز عمل کو دیکھتے اور خود بھی مذہب ابراہیمی کی اشاعت فرماتے۔ اہل مکہ بھی دسویں محرم کو روزہ رکھتے اور بیت اللہ کو غلاف پہناتے (مرعاۃ المصابیح ص ۲۹۲۔ ج ۳)

آنحضرت ﷺ بھی روزہ رکھتے ہجرت کے بعد جب مدینہ میں عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تو وہاں کے یہود کا عمل بھی اسی طرح پایا۔ اس وقت آپ کا اس روزہ کے بارہ میں یہود سے جو سوال و جواب ہوا، امام بخاریؒ نے جامع میں ذکر فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے۔ یہودیوں کو عاشوراء کا روزہ رکھتے دیکھا۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا یہ کیسا روزہ ہے؟ یہودیوں نے جواباً عرض کی یہ دن بڑا یادگاری دن ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی۔ اس بنا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (شکرانہ کے طور پر اس کا) روزہ رکھا۔ اور ہم ان کی اتباع میں روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت کا میں زیادہ حقدار ہوں۔ آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور امت کو بھی حکم دیا۔

آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی میں روزہ رکھنا ثابت ہے مدینہ میں یہود کو اس کی پابندی کرتے دیکھ کر آپ ﷺ نے اس روزہ کی صرف تحقیق فرمائی حسب سابق خود اس دن کا احترام بھی کیا۔ یہود کو یہ ضرور کہا کہ تمہاری نسبت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہوں۔ تم صرف ان کی چند عادات کو اپنانا چاہتے ہو۔ مگر میں ان کی تمام شریعت کی حفاظت کیلئے مبعوث ہوا ہوں۔ اس گفتگو سے ان کو "اسلام" کے قریب لانا مقصود تھا مگر جب ان کی دشمنی انتہا کو پہنچی اور ادھر مسلمانوں پر رمضان کے روزے بھی فرض ہو گئے یوم عاشوراء کے روزہ کی وہ پابندی نہ رہی تو آپ ﷺ نے یہ تمنا کی کہ: عن ابی ھریرۃؓ حین صام رسول اللہ یوم عاشوراء امر بصیامہ قالوا یا رسول اللہ انہ یوم یعظمہ الیھود و النصاری فقال رسول اللہ ﷺ لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع (مسلم)

حضرت ابوھریرۃؓ راوی ہیں کہ جب حضرت نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور اسکا حکم دیا صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول اس دن کی تعظیم یہود و نصاری بھی کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں آئیندہ سال زندہ رہا تو نویں محرم کا روزہ بھی رکھوں گا درج بالا فرمانِ نبوی ﷺ سے پتہ چلا کہ اب ہمیں صرف دسویں ہی کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ نویں محرم کا روزہ بھی رکھنا چاہیے مرعاۃ المفاتیح میں مولانا عبید اللہ رحمانی نے فرمایا کہ دسویں محرم کے روزہ رکھنے کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ صرف دس کو
۲۔ دس اور گیارہ کو
۳۔ نویں اور دسویں کو روزہ رکھا جائے

آخری صورت کو انہوں نے افضل بتایا کیونکہ اس بارہ میں کثیر روایات موجود ہیں۔ (مرعاۃ ص ۲۷۲ ج ۳)

دسویں محرم کے اہم واقعات:

آج امت مسلمہ کی اکثریت یہ خیال کرتی ہے کہ دسویں محرم کو جو مقام حاصل ہے شاید وہ حضرت حسینؓ کی شہادت کی بنا پر ہے یہ نظریہ یکسر غلط ہے حضرت حسینؓ کی شہادت امت مسلمہ کی تاریخ میں یقیناً ایک بڑا سانحہ ہے مگر اس عظیم سانحہ کے مقام کا محرم یا فضائل محرم سے کوئی واسطہ نہیں مجمع الزوائد میں اک تفصیلی روایت موجود ہے جس کے مطالعہ سے دسویں محرم میں رونما ہونے والے اہم واقعات کا پتہ چلتا ہے۔

ماہ رجب میں حضرت نوحؑ بحکم ایزدی کشتی میں سوار ہوئے تو انہوں نے ماہ رجب کے خود بھی روزے رکھے اور اپنے ہمراہیوں کو بھی حکم دیا۔ کشتی سات ماہ پانی میں چلتی رہی۔ آخر دس محرم کو یہ کشتی جودی پہاڑ پر جا رکی۔ اس تاریخ کو یعنی دس محرم کو حضرت نوحؑ اور ان کے تمام ساتھیوں نے نیز حیوانات نے شکرانہ کے طور پر روزہ رکھا۔ اسی دن محرم کی دس تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی اور ان کے لئے دریا میں خشکی کا راستہ بنایا اسی تاریخ کو حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی۔ دس محرم کو ہی حضرت یونسؑ کی قوم کی توبہ قبول ہوئی۔

درج بالا روایات کو دوبارہ بغور پڑھیں اور اسمیں حضرت حسینؓ کی شہادت کا ذکر تلاش کریں اس دنیا میں جو آیا اس نے جانا ضرور ہے۔ دس محرم کو نامعلوم کس قدر اہم شخصیات اہم مصائب سے دوچار ہوئی ہوں گی۔ تاریخ نے جن کو محفوظ رکھا۔ ان کا پتہ کتب تاریخ سے مل سکتا ہے قاتلان حسینؓ اپنی سزا کو پہنچ چکے ہیں مگر ان تک ان کے بہی خواہ جس طرح اس دنیا میں رسوا ہو رہے ہیں باعثِ عبرت ہیں یہ سیاہ لباس اس پر سینہ کوبی اور آہ و فغاں آخر کسی جرم کی سزا ہے۔

ریڈیو ٹی وی:

رقص و سرور اب ہم پاکستانیوں کی غذا بنی ہوئی ہے۔ اس سے ہماری نوخیز نسل کتنا غلط راستہ اختیار کرے گی اس کا تو پتہ مستقبل میں ہی چلے گا۔ اسلام میں اس کو مرض نفاق کا منبع قرار دیا گیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے اپنی بعثت کا اولین مقصد اس کا خاتمہ بتایا مگر ہم مسلمان دعوی اسلام بھی کرتے ہیں اور احکام اسلام سے پوری طرح بغاوت بھی کیے ہوئے ہیں۔ ماہ محرم کی آمد پر پاکستان کے نشریات پر عجب ماتم ساطاری ہوتا ہے طبلہ و سارنگی کی آواز تک غائب ہو جاتی ہے کیا یہ دس دن کی مشق باقی ایام میں بھی ہو سکتی ہے؟ کیا ماہ رمضان میں بھی اسی طرح کی پابندی کرائی جا سکتی ہے؟ محرم کا احترام اگر اسی کا نام ہے تو کیا رمضان کا احترام لازمی نہیں قوم اگر دس دن محرم کے

فلمی گیت نہ سنے تو اس کی ترقی میں کوئی فرق نہیں آتا۔اسی طرح اگر ماہ رمضان میں بھی ان کے کان اس بے حیائی کی آواز سے محفوظ نہ ہوں۔تو یقیناً ان کی منزل دور نہ ہوگی۔کاش کہ ہم اپنے انجام کو سامنے دیکھ پائیں تو ان لغویات سے اجتناب کرسکیں۔

محرم میں نکاح:

اسلام میں کسی مہینہ کو نہ تو شادی کا مہینہ قرار دیا گیا اور نہ ہی کسی مہینہ میں شادیوں سے منع کیا گیا نہ معلوم کس طرح یہ رسم بد مسلمانوں میں چل نکلی کہ ماہ محرم میں شادی کرنا ناجائز ہے اور عملاً کوئی بھی اس ماہ میں شادی کرانے کا پروگرام تک نہیں بناتا۔کیا ماہ محرم میں نحوست ہے؟ کیا اسلام کی تعلیم کی یہی عکاسی ہے؟ کیا یہ کتاب وسنت کی تعلیم کا مظہر ہے۔آخر یہ رسم بد آئی کہاں سے۔اور کیوں اس پر کسی نے کبھی غور نہیں کیا۔پاکستان میں غالب اکثریت سنی عقیدہ مسلمانوں کی ہے مگر شادی کرانے کو یہ لوگ بھی برا خیال کرتے ہیں۔شیعہ مکتب فکر کے حامل تو ان ایام میں، اپنے کسی فعل کی سزا پا رہے ہیں ان میں کچھ سال بھر کی روزی کمانے کی فکر میں ہوتے۔کچھ محض تماشائی بنے ہوتے ہیں۔اس وجہ سے ان کو پروگرام کا وقت نہ ملتا ہوگا۔اور اسی وجہ سے ان کے ذاکروں نے اس اسلامی عمل کو ان دنوں ناجائز بنایا ہوگا مگر دیگر مکاتب فکر کو اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہیے۔کہ ہم نے اس قابل احترام ماہ کو منحوس خیال کیا تو کیوں؟

تعزیہ میں شمولیت:

اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے۔اس میں زندگی کے ہر پہلو کے بارہ میں تفصیل سے احکام موجود ہیں۔زندگی اور موت انسان کے لازمی احوال ہیں۔کتاب و سنت میں اس قسم کے تعزیہ کا کوئی وجود نہیں اس طرح کی مجالس میں شریک ہونا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کے مترادف ہے۔قرآن مجید نے حکماً اس طرح کی مجلس میں بیٹھنے سے منع کردیا ہے۔درج ذیل دو آیات کا ترجمہ سنیئے:

(۱) **واذا رایت الذین یخوضون فی ایاتنا فاعرض عنهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین(انعام.۶۸)**

(۲) **وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایت الله یکفر بها و یستهزاء بها فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره انکم اذا مثلهم .ان الله جامع المنفقین والکفرین فی جهنم جمیعا(نساء ۱۴۰)**

(۱) ترجمہ: اور اے محمد ﷺ جب تم دیکھو کہ لوگ ہماری آیات پر نکتہ چینیاں کررہے ہیں تو ان کے پاس سے ہٹ جاؤ یہاں تک کہ وہ اس گفتگو کو چھوڑ کر دوسری باتوں میں لگ جائیں اور اگر کبھی شیطان تمہیں بھلادے میں ڈال دے تو جس وقت تمہیں اس غلطی کا احساس ہوجائے اس کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھو۔

(۲) ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس کتاب میں تم کو پہلے ہی حکم دے چکا ہے کہ جہاں تم سنو کہ اللہ کی آیات کے خلاف کفر بکا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہاں نہ بیٹھو جب تک کہ لوگ دوسری بات میں نہ لگ جائیں۔اب اگر تم ایسا کرتے ہو تو تم بھی انہی کی طرح ہو۔یقین جانو کہ اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک جگہ جمع کرنے والا ہے

مجالس عزا میں جو انسانیت سوز حرکات ہوتی ہیں اور ماتم کے نام پر جوامت مسلمہ کے اسلاف کی تذلیل ہوتی ہے وہ ہمارے علم سے باہر نہیں مگر اس کے باوجود ان مجالس کی زینت دوبالا کرنے میں ہمارے عوام کا خاصا حصہ ہے بعض مسجدوں سے ان ایام میں شہادت حسینؓ کے تذکرے اور بے ثبوت قسم کی باتیں سنائی جاتی ہیں۔

اسلامی سن کا پہلا مہینہ کیا آیا کہ تمام لوگوں کو سوگوار بنایا گیا۔بات اگر شہادت حسینؓ کے سنانے اور سننے تک محدود رہتی تو شاید اس قدر معیوب نہ ہوتی مگر یہاں تو پورا ماحول ہی شیعہ نما ہوتا ہے۔دس محرم کو سرکاری انداز میں تعزیہ کا اہتمام ہوتا ہے اور تماشائی ۹۸ فی صد سنی عقیدہ مسلمان ہوتے ہیں تمام کاروبار بند ہوتا ہے اور ایک ماتمی تماشا ہوتا ہے کچھ سادہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس تماشا کو دیکھنے سے کیا گناہ ہے فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص ۱۸۰ اور ۱۹۰ پر اس موضوع کو مفصل بیان کیا گیا ہے بریلوی مکتبہ فکر کے عوام اس تماشا میں شریک ہوتے ہیں ان کے مشہور عالم مولانا احمد رضا خان صاحب کا یہ فیصلہ ملاحظہ ہو

عرض: تعذیہ داری میں لہو ولعب سمجھ کر جائے تو کیسا ہے؟

ارشاد: نہیں چاہیے۔ناجائز کام میں جسطرح جان و مال سے مدد کرے گا یونہی سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا۔ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔بندر نچانا حرام ہے اور اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے۔درمختار حاشیہ علامہ طحاوی میں ان مسائل کی تصریح ہے آج کل لوگ ان سے غافل ہیں متقی لوگ جن کو شریعت کی احتیاط ہے ناواقفی سے ریچھ یا بندر کا تماشا یا مرغوں کی لڑائی دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گناہ گار ہوتے ہیں۔حدیث میں ارشاد ہے اگر کوئی مجمع خیر کا ہو اور وہ نہ جانے پائے اور خبر ملنے پر اس نے افسوس کیا تو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا حاضرین کو۔

اور اگر مجمع شرکاء کا ہو اور اس نے اپنے ناجانے پر افسوس کیا تو جو گناہ حاضرین پر ہوگا۔وہ اس پر بھی (ملفوظات ص ۸۷ حصہ دوم)

درج بالا فیصلہ کے بعد ہم تمام کا فرض ہے کہ ان مجالس سے دور رہیں۔اور خواص پر لازم ہے کہ وہ عوام کو باخبر رکھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆